بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

096: اور فاسق المِلّی سے اسلام کو مکمل طور پر سلب نہیں کرتے۔

العقیدة الواسطیة لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔اور ہم بات کر رہے تھے پچھلے درس میں ایمان کی تعریف کے تعلق سے چند اہم مسائل اور اس مسئلے پر رُکے تھے جیسے آپ جانتے ہیں کہ یہ اصول ایمان کا یا اصول السنۃ یا اصول الشریعہ کا دوسرا اصول ہے دوسرے اصول کی ہم بات کر رہے ہیں، جو پہلا اصول تھا وہ ارکان ایمان کا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے مکمل کر لیا(الحمد للہ)۔

دوسرے اصول کو ہم نے شروع کیا تھا تقریباً دو درس پہلے آج دوسرے اصول کا غالباً یہ تیسرا درس ہے اور ہم پہنچے ہیں مصنف رحمہ اللہ کے اس قول پر:"ولا يسلبون الفاسق المِلّي الإسلام بالكلية"(اور فاسق المِلّی سے اسلام کو مکمل طور پر سلب نہیں کرتے)۔

اس جملے کا کیا مطلب ہے اور مصنف نے یہ جملہ کیوں یہاں پر بیان کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟اور اس جملے کا ہمارے عقیدے سے کیا تعلق ہے؟اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسلمان کوئی کبیرہ کرتا ہے تو اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصول میں سے جب ایمان کی تعریف کی بات کرتے ہیں تو اس جملے کو ساتھ شامل کر دیتے ہیں۔

اب یہ حکم جو ہے کبیرہ گناہ کے مرتکب مسلمان کا اس کا حکم کیا ہے اسے کیا کہا جائے گا اس مسئلے کو عقیدے کے اصول میں شامل کیا گیا ہے کیونکہ جو مخالفین ہیں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اُن لوگوں سے بڑی سنگین غلطی ہوئی ہے اس معاملے میں کہ اگر کوئی مسلمان کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو ایسے گروہ موجود ہیں اہل قبلہ میں جو کہتے ہیں کہ یہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا ہے یعنی اسلام مکمل طور پر اُس سے سلب کر دیتے ہیں اُسے اسلام سے ایمان سے خارج کر دیتے ہیں۔

اور دوسرا ایسا گروہ بھی موجود ہے جو کہتا ہے کہ اس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے وہ چاہے جتنے بھی کبیرہ گناہ کرتا رہے ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا اس کا ایمان مکمل رہتا ہے۔

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے کا تعلق اُس گروہ سے ہے جو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں کبیرہ گناہ کے مرتکب مسلمان کو، تو آیئے دیکھتے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس جملے کے تعلق سے کیا فرماتے ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): فاسق اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اطاعت سے خارج ہو جائے۔

آپ جانتے ہیں کہ جو فسق کا لفظ ہے لغت کے اعتبار سے یہ کہاں سے لیا گیا ہے؟ پھٹنا، کھل جانا، اور عام طور پر جب پھل جو ہے اوور رائپ (Over ripe) ہو جاتا ہے زیادہ پک جاتا ہے تو وہ پھٹ جاتا ہے؛ "فسقة الثمرة" یعنی یہ جو پھل ہے اب یہ ناکارہ ہو گیا ہے اوور رائپ (Over ripe) ہو گیا ہے، زیادہ پک گیا ہے۔

اسی طریقے سے جب کوئی شخص کوئی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی معصیت کرتا ہے تو ایسے شخص کو فاسق کہا جاتا ہے اور فاسق اسم فاعل ہے یعنی اس نے فسق کا عمل کیا ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے طاعت سے خارج ہو گیا ہے۔

اور فسق شیخ صاحب فرماتے ہیں: جیسے ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ فسق کی دو قسمیں ہیں، فسق اکبر اور فسق اصغر ہے؛ فسق اکبر جو ہے دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے (یا فسق اکبر دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے) اور اس میں سے دلیل جو ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ السجدۃ آیت نمبر 20 میں: ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ﴾ (اور جن لوگوں نے فسق کیا ہے تو ان کا ٹھکانا جہنم ہے)۔

دوسری قسم کا فسق ہے "فسق أصغر": اور یہ فسق اصغر جو ہے یہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الحجرات آیت نمبر 6 میں: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ﴾ إلي آخر الآية: اور اس آیت کریمہ میں جو نِدا ہے وہ اہل ایمان کے لیے ہے اور فاسق جو ہے اِن ہی مومنوں میں سے ہے جس نے نافرمانی کی ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اور وہ فاسق جو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اسے کہتے ہیں الفاسق الملّی (ملی فاسق) اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے؛ یعنی یہ شخص جو فاسق الملّی ہے یہ وہ شخص ہے جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے یا صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے والا ہوتا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) الفاسق الملّی جو ہے: "وهو من فعل كبيرة، أو أصر على صغيرة": اسے کہتے ہیں الفاسق الملّی۔

اس لیے مصنف رحمہ اللہ نے (یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے) "المِلّي" کا لفظ بیان کیا ہے یعنی جو ملت اسلام کی طرف نسبت رکھتا ہے یعنی اس دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اہل سنت والجماعت فاسق المِلّی سے اسلام کو مکمل طور پر سلب نہیں کرتے اور ہر گز نہیں کہتے کہ یہ شخص مسلمان نہیں ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ یہ کہہ سکتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں یہ شخص جو ہے ناقص الاسلام ہے یا ناقص الایمان ہے (اس شخص کے اسلام میں کمی ہے یا ایمان میں کمی ہے)۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ولا يخلدونه في النار" (اور جہنم میں بھی خلود کا قول نہیں اپناتے، یا یہ نہیں کہتے کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں اسے سزا ملے گی)۔

یہ جملہ کیوں کہا ہے؟ پہلے جملے کا تعلق ایک گروہ سے ہے، دوسرے جملے کا تعلق ایک اور گروہ سے ہے: (۱) خوارج کے رد میں کیا کہا؟ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کرتے۔ (۲) معتزلہ نے کیا کہا؟ کہ نہ مسلمان ہے نہ کافر ہے بیچ میں کہیں پر ہے۔

دونوں کا مرنے کے بعد کیا عقیدہ ہے؟ کہ جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے جہنم میں ہمیشہ اسے سزا ملے گی اس لیے ان دونوں کے رد کے لیے یہ جملہ ہے: "ولا يخلدونه في النار"۔

یہ "معطوف على قوله: ولا يسلبون": شیخ صاحب فرماتے ہیں اس پر معطوف ہے جملہ اور جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں، یہ دونوں کے لیے ہے کیونکہ جو معتزلہ ہیں اس سے اسلام تو سلب کر لیتے ہیں اور جہنم میں بھی اسے داخل کر دیتے ہیں ہمیشہ کے لیے جبکہ اسے کافر نہیں کہتے (عجیب سی بات ہے)۔

یعنی وہ مسلمان تو نہیں ہے کافر بھی نہیں ہے دنیا میں لیکن آخرت میں ہمیشہ کے لیے اسے جہنم میں سزا ملے گی عجیب سا تناقض اور تضاد ہے! (سبحان اللہ)۔

سوال: جنازے کی نماز پڑھیں گے کہ نہیں پڑھیں گے اس کے لیے؟

جواب: وہ مسلمان نہیں ہے اُن کے لیے کافر بھی نہیں ہے اُن سے پوچھیں وہ بیچ میں کوئی راستہ ہو گا پتہ نہیں کیا کرتے ہیں! (سبحان اللہ)۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بل الفاسق يدخل في اسم الايمان المطلق" (بلکہ جو فاسق ہے وہ اسم ایمان مطلق میں داخل ہے)۔

اس سے مراد یہ ہے کہ ایمان کا جو نام ہے یعنی ایمان سے خارج نہیں ہے جیسا کہ آگے بھی بیان کریں گے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہ مطلق ایمان سے مراد شامل ایمان ہے جس میں فاسق اور عدل سیدھا اور فرمانبردار مسلمان بھی شامل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ﴾(النساء:92)؛ کیونکہ مومن میں یہاں پر فاسق بھی شامل ہے۔

یعنی اگر کوئی شخص ایک غلام خریدتا ہے جو فاسق ہے، یا اس کے پاس ایک فاسق غلام ہے اور اس کا کفارہ اس نے گردن آزاد کرنی ہے؛ یعنی جیسے آپ جانتے ہیں ظہار کا کفارہ کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو کہہ دیتا ہے کہ تم میری ماں کے برابر ہو تم میری ماں ہو کیا کفارہ ہے اس کا؟ سب سے پہلے ﴿فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٍ﴾ گردن آزاد کرنا، دو مہینے کے روزے رکھنا مسلسل، اگر وہ نہیں ہے نہیں کر سکتا پھر اطعام ہے (ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا)۔

تو سب سے پہلے ﴿فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٍ﴾ جو ہے؛ مومن ہے مومن کی گردن آزاد کرنا تو اس مومن سے کیا مراد ہے؟ اگر فاسق ہے اس میں شامل ہے کہ نہیں؟ ایک غلام ہے لیکن فاسق ہے نافرمانی کرتا ہے تو اس ایمان سے کیا مراد ہے ایمان کا اصل ہونا یا ایمان کامل؟ ایمان کا اصل ہونا یعنی مسمی الایمان، یعنی یہ شخص دائرۂ ایمان میں شامل ہے خارج نہیں ہے کافر نہیں ہے مسلمان ہے کوئی بھی مسلمان اسے مومن کہتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ اسلام اور ایمان کی تعریف میں جب دونوں ایک ساتھ بیان کیے جائیں تو دونوں کا الگ معنی ہوتا ہے، اور دونوں الگ الگ بیان ہوں تو دونوں ایک دوسرے میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اب یہاں پر صرف مومن کا لفظ ہے ﴿رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ﴾ اس سے کیا مراد ہے؟ یعنی مسلمان ہو۔ اگر فاسق مسلمان ہے تو کیا اس میں شامل ہے کہ نہیں؟ شامل ہے۔ تو یہ اصل کہنا ہے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا۔

اس لیے اگر کوئی شخص اس غلام کو آزاد کر دیتا ہے جو فاسق ہے تو اس کا کفارہ جو ہے مجزیء ہو گا کہ نہیں؟ کفارہ ادا ہو جائے گا کہ نہیں؟ ہو جائے گا۔

"وقد لا يدخل في اسم الإيمان المطلق: أي: في مطلق اسم الإيمان": یعنی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الانفال آیت نمبر 2 میں: ﴿إِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوبُهُمۡ وَإِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ إِيمَانًا﴾۔

﴿إِنَّمَا﴾: أداة حصر ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں؛ یعنی مومن جو ہے صرف یہ مومن ہے۔

یہاں پر مومنوں سے کیا مراد ہے اصل ایمان والے یا ایمان کامل والے؟ ایمان کامل والے: "الإيمان المطلق يعني الإيمان الكامل"۔ جو پہلے ایمان کا لفظ تھا ﴿فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٖ مُّؤۡمِنَةٖ﴾: وہ اصل ایمان والے یعنی اصل ایمان اس کے پاس ہے کامل ایمان نہیں ہے کیونکہ فاسق ہے نافرمان ہے مومن تو وہ ہے، لیکن سورۃ الانفال آیت نمبر 2 میں جب حصر کے صیغے سے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ مومن یہ ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو اُن کا دل ڈر جاتے ہیں نرم ہو جاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت اُن پر کی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان بڑھ جاتا ہے ﴿زَادَتۡهُمۡ إِيمَٰنٗا﴾۔

تو یہ کون مومن ہیں وہی جو فاسق ہیں؟ تو ان مومنوں میں سے فاسق کو نکال دیا گیا ہے فاسق ان میں شامل نہیں ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اِن میں فاسق شامل نہیں ہیں کیونکہ فاسق پر جب آپ اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں تو ان کا ایمان زیادہ نہیں ہوتا ایمان مضبوط نہیں ہوتا اور اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اِن لوگوں کے سامنے تو ان کے دل میں کوئی ڈر یا کوئی خوف یا کوئی خشیت پیدا نہیں ہوتی۔

تو یہاں پر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ایمان مطلق اور مطلق الایمان کا ذکر کیا ہے اور دونوں کا فرق بیان کیا ہے۔

یعنی شیخ صاحب فرماتے ہیں: جب ہم کسی شخص کو دیکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور اس کے دل میں کوئی فرق نہ پڑے اللہ کے ذکر سے اور جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں اس شخص پر تلاوت کی جائیں اور اس کے ایمان میں کوئی زیادتی نہ ہو یا ایمان مضبوط نہ ہو تو یہ صحیح ہے کہ ہم اسے کہیں یہ مومن ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں یہ مومن نہیں ہے (مومن بھی ہے اور مومن نہیں بھی ہے)۔

کس اعتبار سے مومن ہے کس اعتبار سے مومن نہیں ہے؟

مومن اس اعتبار سے کہ اس کا اصل ایمان ہے دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوا وہ شخص، نافرمان ہے فاسق ہے لیکن مومن تو ہے وہ مسلمان تو ہے وہ۔

اور کس اعتبار سے مومن نہیں ہے؟ یعنی ایمان کامل والا مومن نہیں ہے اس کا ایمان جو ہے ناقص ہے، ضعیف الایمان ہے اس کا ایمان کمزور ہے یعنی اس کے پاس ایمان کامل نہیں ہے، مطلق الایمان یا اصل ایمان تو ہے لیکن ایمان مطلق یا ایمان کامل نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے پھر یہ حدیث کوٹ کی ہے یہاں پر جو متفق علیہ حدیث ہے اور معروف حدیث ہے جس سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ": متفق علیہ حدیث ہے، یعنی:

(۱) زنا کرنے والا شخص جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا کس چیز کی نفی کی گئی ہے؟ ایمان کی نفی ہے۔

(۲) اور چور جب چوری کرتا ہے اس حالت میں جب وہ چوری کر رہا ہوتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔

(۳) جب شراب پینے والا شراب پیتا ہے تو شراب پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔

(۴) اور وہ شخص جو کسی ایسی چیز کو چرا لیتا ہے یا اس پر ڈاکا مارتا ہے جس طرف لوگوں کی آنکھیں اُٹھتی ہوں یعنی کوئی قدر والی چیز ہو جب وہ اس کو چھین لیتا ہے تو اس حالت میں وہ مومن نہیں ہوتا۔

یہ چار مختلف لوگ ہیں اور ان کے ایمان کی نفی کی گئی ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ جو نفی یہاں پر ایمان کی ہے یہ ایمان کامل کی نفی ہے؛ یعنی جب زناکار زنا کرتا ہے تو زنا کرتے وقت اس کا ایمان جو ہوتا ہے وہ ایمان کامل نہیں ہوتا ایمان میں کمزوری کی وجہ سے اس نے یہ فعل کیا ہے لیکن جب وہ زنا سے فارغ ہو جاتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتا ہے اور وہ اپنے اس زنا سے توبہ کر لیتا ہے تو اس کا ایمان پھر مضبوط ہو جاتا ہے، اگر وہ توبہ نہیں کرتا ہے وہ اپنے عمل پر جاری رہتا ہے تو اس کا ایمان تو ہوتا ہے لیکن ایمان اس کا کمزور ہوتا ہے۔

یعنی کہنے کا مقصد یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): جب زناکار زنا کرتا ہے تو زنا کرتے وقت اس کا ایمان بہت کمزور ہوتا ہے ناقص الایمان ہوتا ہے کیونکہ کامل ایمان والا شخص کبھی زنا نہیں کر سکتا ایمان اسے اس بد فعلی سے روکتا ہے ایمان کامل آپ کو اللہ تعالیٰ کی معصیت سے روکتا ہے، اللہ کی نافرمانی تب ہوتی ہے جب ایمان میں کمی ہوتی ہے کمزوری ہوتی ہے ایمان میں نقص ہوتا ہے تب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے۔

اس لیے "حِينَ يَزْنِي" کا لفظ ہے: "حِينَ" (جس وقت وہ زنا کر رہا ہوتا ہے یا جب زنا کرتا ہے)؛ یہ جملہ کس لیے ہے؟ تاکہ اس چیز سے بچا جائے احتراز کیا جائے کہ زنا سے پہلے اور بعد میں اس کی حالت بدل سکتی ہے اس کا ایمان کامل ہو سکتا ہے۔

یعنی جب انسان کوئی نافرمانی نہیں کرتا فاحشۃ کا ارتکاب زنا نہیں کرتا اگرچہ اس کا وہ ھَم بھی کرتا ہے(اس کو سوچ بھی آتی ہے)تو یہ ممکن ہے ایک امید ہوتی ہے کہ وہ یہ گناہ نہ کرے صرف اس کو ایک سوچ آئی ہے۔

یعنی ایک شخص گناہ کے بارے میں سوچتا نہیں ہے(زنا کے بارے میں)،ایک نے صرف سوچا ہے،اور ایک نے کیا ہے اور کر رہا ہے کیا تینوں برابر ہیں؟ نہیں۔ فرق کس چیز میں ہے؟ایمان میں فرق ہے،ایک کا ایمان کامل ہے ایک کا ایمان ناقص ہے کم ایمان والا ہے۔

اور اسی طریقے سے چوری کرنے والے کا جب ذکر کیا ہے اس کا بھی ایمان کامل نہیں ہوتا جب وہ چوری کر رہا ہوتا ہے۔

اسی طریقے سے شراب خور جب شراب پیتا ہے اس کا ایمان بھی ناقص ہوتا ہے کامل نہیں ہوتا۔

اور اسی طریقے سے چوری کرنے والا یا مال چھیننے والا شخص جو ہے وہ جب کسی کا مال چھینتا ہے تو اس وقت اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔

یہ چار چیزیں ہیں اب دیکھیں تعریف جو شیخ صاحب نے بیان کی ہے بڑی پیاری ہے ایک علمی تعریف ہے ان چیزوں کی:(۱)زنا کیا ہوتا ہے:"وهو الجماع في فرج حرام":حرام شرم گاہ میں جماع کرنا اسے کہتے ہیں زنا۔

(۲)"سرقة"چوری کیا ہوتی ہے:"وهي أخذ المال المحترم على وجه الخفية من حرز مثله":جو علماء کی تعریفات ہوتی ہیں بڑی مشکل ہوتی ہیں آپ پریکٹیکل جب اس کو دیکھتے ہیں پھر آسانی ہو جاتی ہے:یعنی کوئی آپ سے پوچھتا ہے چوری کی اصطلاح میں یا شرعاً کیا تعریف ہے کسے کہتے ہیں؟

دیکھیں:"أخذ"(لینا) "المال المحترم"(ایسا مال جو محترم ہو جس کی کوئی قیمت ہو)"على وجه الخفية"(خفیہ طریقے سے)"من حرز مثله"(اپنے حرز مثل سے یعنی کسی خاص جگہ پر جہاں پر اسی چیز کی حفاظت کی جاتی ہے اس جگہ سے لینا)۔

یعنی آپ کے پاس ریال ہیں پیسے ہیں اور آپ نے ایسی جگہ پر رکھے ہیں روڈ پر چلتے چلتے جہاں لوگوں کی آمد و رفت ہو یعنی جیسا کہ ایک ہوتا ہے ڈسٹ بن (Dustbin) جو بند ہوتا ہے اس کے اوپر آپ نے پرس رکھا ہوا ہے یا اپنا موبائل آپ نے رکھا ہوا ہے، ایسے ہی رکھا ہے آپ نے اور باتیں کر رہے ہیں کوئی شخص آکر اس کو اٹھا کر لے گیا شرعاً اس کو چوری کی سزا نہیں مل سکتی کیونکہ آپ نے حرز مثلہ میں اس کی حفاظت نہیں کی۔

سمجھ آیا؟ اگر کوئی شخص آپ سے مال چھین لیتا ہے خفیہ طریقے سے اس نے نہیں لیا ہے تو یہ چوری نہیں ہے ڈکیتی ہے اس کی الگ سزا ہے شرعاً، تو چوری کی جو ہے تعریف اس لیے لازمی ہے کیونکہ اس کی سزا مترتب ہے اور مختلف ملتی جلتی نافرمانیاں جو ہیں سزا مختلف ہے اس لیے ان کی تعریف بھی مختلف ہے اور جو عمل کا یہ ارتکاب کرتا ہے تو شریعت میں ایک ترازو ہے اس ترازو پر تول کر پھر حکم دیا جاتا ہے۔

تو حرز مثلہ سے کیا مراد ہے؟ جہاں پر ان پیسوں کی حفاظت کی جاتی ہے یا اس مال کی حفاظت کی جاتی ہے:

(۱) آپ کی بکری آپ نے چھوڑی ہوئی ہے باہر آپ نے ڈربہ ہے اس میں نہیں باندھی ایک تو وہ خود ویسے چلی گئی ہے، آپ کی بکری سب جانتے ہیں وہ گھر کے باہر پھرتی رہتی ہے جہاں پر بکری کو باندھنا چاہیے تھا وہاں پر آپ نے نہیں باندھا کوئی اور بکری کو لے گیا ہے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا میں یہ کہہ رہا ہوں، جرم ہو گا سزا اور ہو سکتی ہے ہاتھ کاٹنے کی سزا جو ہے حرز مثلہ سے آپ نے نہیں رکھا اسے تو آپ کا جو قصور ہے آپ کے قصور کی وجہ سے کسی کو سزا نہیں مل سکتی، حرز مثلہ کو اس لیے یہ علماء بیان کرتے ہیں۔

(۲) سونا کہاں پر رکھا جاتا ہے؟ آپ نے سونے کے جو کنگن ہیں آپ نے گاڑی کے جو ہے نا بونٹ پر رکھے ہوئے ہیں مثال کے طور پر کیا اسی طرح سے سونے کی حفاظت کی جاتی ہے یا آپ دعوت دے رہے ہیں چوروں کو بھئی آؤ چوری کر کے جاؤ!

تو ایسے معاملات میں شریعت نے ایک خاص حدیں لگائی ہیں کیونکہ کسی کا ہاتھ کاٹنا کوئی عام بات نہیں ہے، اگرچہ یہ عمل بھی غیر شرعی ہے اگر کسی کا آپ نے مال لیا ہے لیکن جس کا آپ نے مال لیا ہے اگر وہ پاگل نہیں ہے اگر مکلف ہے عاقل اور بالغ ہے اس نے اپنی جو اس کی چیز ہے اس کا خود احترام نہیں کرتا تو دوسرے کیا احترام کریں گے! جب آپ کو اپنے مال کی نہیں پڑی کسی اور کو پھر کیا پڑی ہے! تو شریعت نے اس کو بھی دیکھنا ہے اس لیے دیکھیں تعریفات علماء کی بڑی پیاری تعریفات ہیں اس لیے آپ فقہ کے ابواب میں دیکھیں ہمیشہ معاملہ تعریف سے شروع ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں: "ڈاکٹر صاحب آپ بہت لمبا کھینچتے ہیں بعض اوقات، آپ جب بعض اوقات شرح کرتے ہیں تو آپ تعریف کرتے ہیں لغت میں پھر شرع میں پھر حکم کرتے ہیں اس کا ، ہمیں صرف ایک خلاصہ چاہیے"۔

خلاصے والی بات کریں خلاصہ بھی ہے لیکن آپ طالب علم ہیں جب آپ علم حاصل کرتے ہیں تو آپ کو پوری ترتیب کا پتہ ہونا چاہیے، عوام الناس اور طالب علم میں فرق ہونا چاہیے نا۔

عوام الناس کو بھئی چوری کا کیا حکم ہے؟ دائیاں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ کب کاٹا جاتا ہے، کس معاملے میں کاٹا جاتا ہے، کیا شرطیں ہیں کتنی شرطیں ہیں، کیسے کاٹا جاتا ہے کہاں سے کاٹا جاتا ہے، یہ ساری چیزیں ان کو ضرورت نہیں ہے سمجھنے کی: لیکن کیا طالب علم کو ضرورت بھی نہیں ہے؟

دیکھیں اس علم کی بقاء اس کا علم حاصل کرنے میں ہے اگر علم آپ حاصل نہ کریں اس کو چھوڑ دیں وہ باقی نہیں رہتا۔

دیکھیں آج میڈیکل سائنس جو ترقی کر رہی ہے کیوں کر رہی ہے؟ اہتمام کرنے والے ہیں ریسرچ کرنے والے ہیں آگے بڑھے والے ہیں ترقی ہو رہی ہے الحمد للہ۔

شریعت کے علم کی ترقی جو ہوئی ہے ان صدیوں میں اور الحمد للہ ہو بھی رہی ہے کیوں ہو رہی ہے؟ کیونکہ اس کا اہتمام کیا جارہا ہے، طلاب علم ہیں اور طالب علم ذمہ دار ہوتا ہے اس علم کو صحیح سمجھنے کا اور اس کی آگے تک تبلیغ کرنے کا اور پہنچانے کا۔

الغرض اب دیکھیں زنا کیا ہوتا ہے پتہ چل گیا سرقۃ (چوری) کیا ہوتی ہے۔

(۳) شرب الخمر کیا ہے؟ "والمراد تناوله بأكل أو شرب" (یعنی کھانے سے یا پینے سے نشہ آور چیز سے) "والخمر كل ما أسكر على وجه اللذة والطرب" (ہر وہ چیز جس سے نشہ آتا ہو، مزے کے لیے)۔

یعنی کسی نے انجکشن لگایا ہے درد کا مورفین (Morphine) کا انجکشن معروف انجکشن ہے اس سے نشہ آتا ہے لیکن اس نے کیا مزے کے لیے لیا ہے یا درد کے لیے لیا ہے؟ کیا اس پر بھی حکم وہی ہوگا کیونکہ اس کو بھی نشہ ملا ہے؟ دیکھیں علماء کی تعریف دیکھیں آپ!

اینستھیزیا (Anesthesia) نشہ ہے کہ نہیں؟ مکمل نشہ ہے آپ کو ہوش تک نہیں ہوتا آپریشن ہوتا ہے۔ کیا اس پر بھی یہی حکم ہوگا کہ اس نے شراب پی ہے؟ یہ حکم ہوگا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں گے؟ نہیں بھئی! میرے بھائی نشہ تو اس نے کیا ہے لیکن کیا مزے کے لیے کیا ہے؟ نہیں کیا۔ تو اس لیے دیکھیں تعریف میں پتہ چل جاتا ہے۔

ہوتی کیا ہیں تعریفات ان چیزوں کی ڈیفینیشن (Definition) جو ہم کہتے ہیں؟ یہ آپ کو حد لگا دیتی ہے کہ یہ اس میں شامل ہے یہ اس سے خارج ہے پھر پتہ چلتا ہے۔

دیکھیں میڈیکل سائنس میں بھی ہے (Definition of) فلاں چیز یہ کیوں پڑھتے ہیں ڈیفینیشن (Definition) ان چیزوں کی وجہ کیا ہے؟

سائنس کو دیکھ لیں آپ فزیالوجی(Physiology)اب یہ خاص ایک علم ہے جس میں آپ کو آرگنز(Organs)کے فنکشن پڑھائے جاتے ہیں تو سب سے پہلا سوال جو یہاں پر ہے کہ (Define Physiology) فزیالوجی کیا ہے؟ ہم جب پڑھتے تھے ڈیفائن(Define) کرتے تھے تو پتہ چلتا تھا کہ کون سی سائنس اس میں شامل ہے کون سی اس میں شامل نہیں ہے۔

اب جسم کے جو ٹکڑے ہیں یا ہڈیوں کے جو حصے ہیں یا جسم کے جو حصے ہیں اس میں شامل نہیں ہے وہ ایناٹمی (Anatomy) ہے وہ الگ سائنس ہے۔

اسی طریقے سے شرعاً بھی جب آپ کسی چیز کی تعریف کرتے ہیں آپ حد لگا دیتے ہیں کہ کون سی اس میں شامل ہے اور کون سی اس میں شامل نہیں ہے اور اس سے خارج ہے پھر آپ اس پر حکم آسانی سے لگا سکتے ہیں۔

(۴)''النهبة'' جو ہے یہ وہ چیز ہے جس کی لوگوں کے ہاں قدر و قیمت ہو۔

ایک چیز قیمتی نہیں ہوتی نا، آپ کی جیب میں ایک ٹافی ہے آپ نے رکھی ہوئی ہے کسی نے وہ آپ سے لے لی ہے، اور آپ کا ایک پرس ہے یا آپ کا موبائل ہے کسی نے وہ آپ سے لے لیا ہے چھین لیا ہے کیا دونوں برابر ہیں؟

دیکھیں چھینا دونوں نے ہے آپ سے ٹافی بھی یا چونّی بھی یا ریال بھی یا پانچ ریال بھی ایک یہ بھی ہے اور ایک آپ کا موبائل بھی ہے یا آپ کا پرس ہے یا آپ کی کوئی قیمتی چیز ہے تو قیمتی چیز غیر قیمتی چیز میں فرق ہے دونوں میں ایک حکم نہیں لگتا ہے۔

دیکھیں ہاتھ کاٹنے کی سزا کوئی عام بات نہیں ہے میرے بھائیو! ہاتھ کاٹنے کا مطلب ہے اصل اس کا جو روزگار کا ایک ذریعہ تھا اس کا دائیاں ہاتھ کاٹ دیا آپ نے (سبحان اللہ) اس کی سزا ہے کہ اس نے اپنی اس نعمت کا غلط استعمال کیا ہے حلال اس نے کمانا تھا اس نے اس دائیں ہاتھ سے لوگوں کو نقصان پہنچایا ہے اب وہ اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس کے پاس یہ طاقت یہ نعمت رہے باقی **الجزاء من جنس العمل** عمل ہے کہ نہیں؟ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)، یہ انصاف ہے۔

اب دیکھیں اب انتہاب کی بات ہوئی ہے حدیث میں شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): ''الإنتهاب: أخذ المال على وجه الغنيمة'' (کسی کا مال غنیمت سمجھ کر لے لینا (یعنی اس سے چھین لینا زور وزوری میں))۔

یہ چار چیزیں کوئی بھی شخص اس وقت تک نہیں کرتا جب تک کہ اس کا ایمان کمزور نہ ہو اصل بات یہ ہے، تو نفی الایمان سے مراد یہاں پر: ''نفي تمام الإيمان'' یا نفی کمال الایمان ہے۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ونقول" (ہم یہ کہتے ہیں) "هو مؤمن ناقص الإيمان أو مؤمن بإيمانه فاسق بكبيرته، فلا يعطى الإسم المطلق، ولا يسلب مطلق الإسم": اصل یہ جملہ ہے۔

کبیرہ گناہ کے مرتکب کو پہلے ایک لفظ گزر چکا ہے کیا کہتے ہیں اہل سنت والجماعت کے نزدیک اسے کیا کہتے ہیں:

(۱) "الفاسق الملي": ملی فاسق یعنی مسلمان فاسق (ملی سے مراد یعنی ملت اسلام، فاسق سے مراد نافرمان؛ نافرمان مسلمان (فاسق الملی یا فاسق مسلمان))۔

(۲) "هو مؤمن ناقص الإيمان": یہ مومن ہے لیکن ناقص الایمان مومن ہے (یہ لفظ بھی کہتے ہیں)۔

(۳) تیسرا لفظ ہے: "مؤمن بإيمانه فاسق بكبيرته": وہ اپنے ایمان سے مومن ہے اور اپنے کبیرہ گناہ سے فاسق ہے (فاسق مومن یہ بھی کہتے ہیں)۔

ہم نہ تو اسے مطلق الاسم دیتے ہیں یعنی کامل اسم دیتے ہیں ایمان کا اور نہ ہی اس سے مطلق الاسم یعنی اصل ایمان اس سے چھین لیتے ہیں؛ ایمان کی اصل باقی ہے لیکن کمزوری ایمان کے ساتھ یہ شخص جو ہے مسلمان بھی ہے لیکن فاسق کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے نافرمان ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کہ یہی وصف ہے یہی نسبت ہے یہ فاسق الملّی اہل سنت والجماعت کے نزدیک حق رکھتا ہے کہ اسے یہ کہا جائے، اور مطلق الشیء اور الشیء مطلق میں فرق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ الشیء مطلق جو ہے وہ الشیء الکامل ہے "مطلق الشيء، يعني: أصل الشيء، وإن كان ناقصًا" جیسے پہلے گزر چکا ہے۔

جو فاسق الملّی ہے: "لا يعطى الإسم المطلق في الإيمان": اسے اسم مطلق یعنی نہیں دیا جاتا، یعنی ایمان کامل والا نہیں کہیں گے اسے اور نہ ہی اسے اصل ایمان سلب کیا جائے گا یعنی یہ نہیں کہیں گے کہ مومن نہیں ہے بلکہ ہم یہ کہیں گے "مؤمن ناقص الإيمان" (کہ مومن تو ہے لیکن اس کا ایمان ناقص ہے)، یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ "مؤمن بإيمانه فاسق بكبيرته" (اپنے ایمان سے مومن ہے اور اپنے کبیرہ گناہ کی وجہ سے وہ فاسق ہے)۔

"هذا هو مذهب أهل السنة والجماعة، وهو المذهب العدل الوسط" (یہ مذہب اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے اور یہی عدل وانصاف وسطیت پر مبنی اور قائم ہے)۔

"وخالفهم في ذلك طوائف": اور اس میں یعنی اس عقیدے میں چند گروہوں نے مخالفت کی ہے اہل سنت والجماعت کی یہ تین گروہ ہیں:

1-"المرجئة"(مرجئہ نے کہا)"مؤمن كامل الإيمان"(کبیرہ گناہ کا مرتکب جو ہے مسلمان مومن ہے کامل ایمان ہے)۔

2-خوارج نے کہا کہ کافر ہے۔

3-اور معتزلہ نے کہا کہ دو منزلت کے بیچ میں ایک منزلت میں ہے نہ مومن ہے نہ کافر ہے۔

اور اس طریقے سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اصول ایمان کا دوسرا اصول جو ہے اختتام کو پہنچا۔

(اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، جو ہم نے کہا ہے جو ہم نے سنا ہے اسے صحیح سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے)۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (096.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio